UNDP

ڈویلپمنٹ ایڈووکیٹ

پاکستان

جلد ۸، شمارہ ۲ | اپریل ۲۰۲۱

بحرانوں کا جواب
مقابلے کی صلاحیت

پاکستان کا طرزِ فکر

UNDP

ڈویلپمنٹ ایڈووکیٹ

پاکستان

وضاحت

جریدہ ہذا میں بیرونی مصنفین یا ایڈیٹوریل بورڈ کے ارکان نے جن خیالات کا اظہار کیا ہے، ضروری نہیں کہ وہ ان کے متعلقہ اداروں یا یو این ڈی پی کے خیالات کی عکاسی کرتے ہوں۔

ڈویلپمنٹ ایڈووکیٹ پاکستان ملک میں ترقی سے متعلق اموراوراس میں درپیش مشکلات پرخیالات کے تبادلے کے لئے ایک پلیٹ فارم مہیا کرتا ہے۔اس سہ ماہی جریدے کے ہرشمارے میں ترقی سے متعلق ایک موضوع پر توجہ مرکوز کرتے ہوئےعوامی بحث کو آگے بڑھایا جاتا ہےاورسول سوسائٹی،حلقہ تدریس،حکومت اور ترقیاتی پارٹنرز کےمختلف نقطہ ہائے نظرپیش کیئے جاتے ہیں۔اس جریدہ کے تحت ہونے والی بحث میں خواتین اورنوجوانوں کی آراءکو شامل کرنے کی صریح کوشش کی جاتی ہے۔تجزیوں اورارائے عامہ پرمبنی تحریروں کا یہ مجموعہ نہ صرف ترقی سے متعلق نئے خیالات کوفروغ دیتا ہےاور بحث کے لئےمعلومات کا کام دیتا ہےبلکہ اس میں تازہ ترین معلومات وحقائق بھی پیش کیئے جاتے ہیں۔

ایڈیٹوریل بورڈ

جناب کنوٹ اوسٹبائی
ریزیڈنٹ ریپریزنٹیٹو، یو این ڈی پی پاکستان

محترمہ آلیونا نکولیتا
ڈپٹی ریزیڈنٹ ریپریزنٹیٹو، یو این ڈی پی پاکستان

محترمہ عمارہ درانی
اسٹنٹ ریزیڈنٹ ریپریزنٹیٹو، ڈویلپمنٹ پالیسی یونٹ، یو این ڈی پی پاکستان

محترم عامر گورایا
اسٹنٹ ریزیڈنٹ ریپریزنٹیٹو، کرائسز پریونشن اینڈ ریکوری یونٹ، یو این ڈی پی پاکستان

محترم قیصر اسحاق
اسٹنٹ ریزیڈنٹ ریپریزنٹیٹو، ڈیموکریٹک گورننس یونٹ، یو این ڈی پی پاکستان

محترم امان اللہ خان
اسٹنٹ ریزیڈنٹ ریپریزنٹیٹو، انوائرمنٹ اینڈ کلائمیٹ چینج یونٹ، یو این ڈی پی پاکستان

محترمہ عائشہ بابر
کمیونیکیشنز اینالسٹ، ہیڈ آف کمیونیکیشنز یونٹ، یو این ڈی پی پاکستان

ایڈیٹوریل ٹیم

ماہین حسن، ایڈیٹر، ٹیکنیکل کنٹینٹ اینالسٹ

مومنہ سہیل، کمیونیکیشنز آفیسر

ثناء احسان، ریسرچ اینالسٹ

میراں جمال، ریسرچ اینالسٹ

عمر ملک، پالیسی اینالسٹ

حسنات احمد، گرافک ڈیزائنر

اقوام متحدہ ترقیاتی ادارہ

چوتھی منزل، سرینا بزنس کمپلیکس،
خیابان سہروردی، سیکٹر G-5/1،
پی او باکس 1051
اسلام آباد، پاکستان

اپنی تحریریں اور آراء ہمیں اس پتہ پر ارسال کریں:
pak.communications@undp.org

ISBN: 978-969-8736-34-21

پرنٹر:
گل اعوان پرنٹرز، اسلام آباد

www.facebook.com/undppakistan

www.twitter.com/undp_pakistan

www.pk.undp.org

www.instagram.com/undp_pakistan

فہرست

اداریہ

ترقی کی جستجو اور مقابلے کی صلاحیت 1
کنوٹ اوستبائی

مرکزی تجزیہ

مقابلے سے اصلاح تک 2
مشرف زیدی

انفوگرافک

بحران کا وبال 6

نقطہ نظر

بحران کا جواب، جدت کے ساتھ 18
طارق ملک

سماجی تحفظ، بدلتے حالات کے مطابق 22
صفیہ آفتاب

سلامتی کے تقاضے 24
اعزاز احمد چودھری

موسمیات اور تبدیلی کے اقدامات 26
حماد نقی خان

شہری زبوں حالی 30
سندس شاہد

اہلِ نظر کا نقطہ نظر

کووڈ-19 اور سماجی تحفظ کے لئے پاکستان کے اقدامات - انسانی پہلو 34
ڈاکٹر ثانیہ نشتر

انٹرویو

فرانسسکو جے سانتوز جارا پیڈرن 36
علاقائی مشیر، ذرائع معاش، اقتصادی بحالی و نقل مکانی
علاقائی بیورو برائے ایشیا و پیسفک، اقوام متحدہ ترقیاتی ادارہ

محمد عبداللہ خان سنبل 40
چیئرمین، پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ بورڈ، حکومت پنجاب

شکیل قادر خان 42
آڈیشنل چیف سیکرٹری، حکومت خیبر پختونخوا

عمران خان زرکون 44
ڈائریکٹر جنرل، پراونشل ڈزاسٹر مینجمنٹ اتھارٹی، بلوچستان

شریف حسین 46
ڈائریکٹر جنرل، پراونشل ڈزاسٹر مینجمنٹ اتھارٹی، خیبر پختونخوا

سید سلمان شاہ 48
ڈائریکٹر جنرل، پراونشل ڈزاسٹر مینجمنٹ اتھارٹی، حکومت سندھ

سید شاہد محی الدین قادری 50
سیکرٹری ریلیف، ڈزاسٹر مینجمنٹ اینڈ سول ڈیفنس
سٹیٹ ڈزاسٹر مینجمنٹ اتھارٹی، حکومت آزاد جموں و کشمیر

قمر مسعود 52
سینئر ممبر، بورڈ آف ریونیو، حکومت بلوچستان

گوشہ جدت

جدت، کل کی عظمت 54

کووڈ-19 کے بعد: کیسا ہوگا ہمارا کل! 56
جویریہ مسعود

آنے والے کل کے قصے - ایک تجرباتی نقطہ نظر 59
جویریہ مسعود کا تخیل

کھرے لوگ، سچی کہانیاں

شہناز کے لئے، ایک نیا آغاز 62
ایک بااختیار زندگی کے لئے برسرِپیکار، زرینہ 63
چھوٹے عطیات، بڑے اثرات 64
وادی اور سیلاب 66
ٹیکنالوجی کی بدولت تیز قدم، آگے آگے 68
ابلاغ کی قوت سے بحرانوں کا مقابلہ 69
سماجی و نفسیاتی صدمہ 70
بھولے بسروں کا خیال 71
بدلتی زندگیاں 72
تبدیلی کی راہ پر گامزن 73
محنتی لوگ 74

© UNDP Pakistan

ادا ریہ

ترقی کی جستجو اور مقابلے کی صلاحیت

کنُوٹ اوسٹبائی

ریزیڈنٹ ریپریزنٹیٹو
یو این ڈی پی پاکستان

2005 کے خوفناک زلزلے کے ایک ہفتے بعد، میں یو این ڈی پی کی امدادی ٹیم کے ہمراہ پاکستان پہنچا تو 70 ہزار سے زائد افراد لقمہ اجل بن چکے تھے اور 3.5 ملین افراد متاثر ہوئے تھے۔ موسم سرما کی آمد آمد تھی اور متاثرہ افراد کی زندگیاں، صحت اور ذرائع معاش ایک اور خطرے سے دوچار ہونے والے تھے۔ امداد اور بحالی کی فوری سرگرمیوں کے دوران کسی کو یہ سوچنے کی فرصت نہ تھی کہ آیا اس تباہی سے بچاؤ کی بھی کوئی صورت ہو سکتی ہے۔

قدرتی آفات اور پرتشدد تنازعات، خطرات پیدا کرنے والے مختلف عوامل مثلاً غربت، عدم مساوات، ماحولیاتی بگاڑ اور کمزور طرز حکمرانی میں مزید بگاڑ پیدا کر دیتے ہیں۔ دنیا بھر میں موسمیاتی تبدیلی سے متاثر ہونے والے ممالک میں پاکستان پانچویں نمبر پر اور زلزلے کے خطرے کے اعتبار سے انیسویں نمبر پر آتا ہے۔ 2019 میں پاکستان کا ہیومن ڈویلپمنٹ انڈکس 0.557 رہا جس کی بناء پر یہ 'درمیانی' کیٹیگری میں اور 189 ممالک میں 154ویں نمبر پر آتا ہے۔

بحرانوں اور آفات کے اثرات انسانی ترقی کے میدان میں حاصل کی گئی کامیابیوں کو الٹ دیتے ہیں یا کم از کم ان کی رفتار ضرور کم کر دیتے ہیں۔ لہٰذا، کسی بھی ملک میں انسانی ترقی کے شعبے میں ہونے والی پیشرفت کو پائیدار بنانے کے لئے لازم ہے کہ مقابلے کی صلاحیت بڑھائی جائے تاکہ بحرانوں پر موثر جوابی اقدامات اور ان سے نمٹنے کے اقدامات کئے جاسکیں۔ دو طرح کے خطرات انسانی صلاحیتوں پر اپنا اثر دکھاتے ہیں جنہیں اپنے طریقے سے استعمال میں لاتے ہوئے بحرانوں سے نمٹنے میں مدد لی جاسکتی ہے یعنی دائرہ حیات اور ڈھانچہ جاتی خطرات۔ دائرہ حیات سے متعلق خطرات اس وقت پیدا ہوتے ہیں جب ماضی میں رونما ہونے والے واقعات لوگوں کے حال اور بحرانوں سے نمٹنے کے نظاموں پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ ڈھانچہ جاتی خطرات سماجی و قانونی اداروں، اقتدار کے ڈھانچوں، سیاسی روایات اور سماجی و ثقافتی اقدار سے پیدا ہوتے ہیں۔

پاکستان نے 1947 میں آزادی حاصل کی اور اس وقت سے اب تک یہ لاتعداد بحرانوں کا سامنا کر چکا ہے جن میں انسانوں کے پیدا کئے ہوئے بحران اور قدرتی آفات دونوں شامل ہیں اور ان سب کے جواب میں پاکستان نے مقابلے کی بے مثال صلاحیت دکھائی ہے۔

1947 اور پھر 1979 میں پناہ گزینوں کا بحران ہو یا پھر سیلاب اور طغیانی، زلزلے ہوں یا دہشت گردی کے خلاف جنگ اور اس کے نتیجے میں ہونے والی نقل مکانی، 2008 کا مالی بحران ہو یا گزشتہ سال پھوٹنے والی کووڈ-19 کی وبائ، اس ملک کے حصے میں اس کی سکت سے کہیں زیادہ تباہیاں آئی ہیں جنہوں نے سماجی و اقتصادی اور انسانی ترقی کو سنگین اور دیرپا مشکلات سے دوچار کر دیا۔

شدید عدم مساوات اور بڑے پیمانے پر غربت ان ڈھانچہ جاتی خطرات کو مزید نمایاں کر دیتے ہیں۔ پاکستان میں 38.3 فیصد آبادی (81,352 افراد) کثیر جہتی غربت کا شکار ہیں جبکہ مزید 12.9 فیصد کثیر جہتی غربت کے خطرے سے دوچار ہیں۔ یہی وہ طبقات ہیں جو موجودہ وباء جیسے بحرانوں کے دنوں میں سب سے زیادہ متاثر ہوتے ہیں۔

کووڈ-19 کی وباء بحرانوں کے جواب اور مقابلے کے لئے پاکستان کی صلاحیت کا تازہ ترین امتحان بن کر سامنے آئی ہے۔ پاکستان نے لاک ڈاؤن اور آگاہی مہم کے ذریعے صحت کے اس بحران پر قابو پانے کے جو اقدامات کئے ہیں، ان کی بدولت خطے کے دیگر ممالک کی نسبت اس کی کارکردگی بہتر رہی ہے۔ ویکسین مہم اپنی جگہ جاری ہے اور دوسرے پہلوؤں کے حوالے سے بھی حکومت بجا طور پر چوکس دکھائی دیتی ہے کیونکہ بڑھتی غربت اور بیروزگاری سمیت متعدد سماجی و معاشی مشکلات بہت زیادہ ہیں۔

آج دنیا بھر کے پالیسی ساز حلقے باریک بینی کے ساتھ جائزہ لے رہے ہیں کہ بیروزگاری بیمہ، پنشن پروگرام، سب کے لئے بنیادی آمدنی اور لیبر مارکیٹ کے قواعد سمیت سماجی تحفظ کے مختلف ماڈلز عالمی خطرات، بحرانوں اور ان تمام مشکلات سے کس قدر تحفظ فراہم کر سکتے ہیں جو انسانی زندگی کا ایک مستقل خاصہ بن چکی ہیں۔ ان ابھرتے ہوئے اور طول پکڑتے بحرانوں کے ہاتھوں عوام کو درپیش خطرات اور ان کی کمزوریوں کو کم کرنے کے لئے پاکستان کو ایسی پالیسیوں، وسائل اور صلاحیتوں کی ضرورت ہے جو ایک ایسے معاشرے اور ایسے ڈھانچے کی تعمیر کر سکیں جو اس قوم کی مقابلے کی صلاحیت بڑھائیں، مشکلات سے نمٹنے کے نظاموں (جن میں اپنی مدد آپ اور بیرونی معاونت دونوں پر مبنی نظام شامل ہیں) کو مضبوط بنائیں، اسے وسائل سے مالا مال کریں اور دوبارہ تعمیر کے قومی عزم کی قوت بن جائیں۔

”

بحران سے نکل آنا،

انجام نہیں، بلکہ آغاز ہے۔

“

© ICMC

مرکزی تجزیہ

مقابلے سے اصلاح تک

> ”قدرتی آفات سے تنازعات تک، اور ان کے درمیان جو کچھ بھی آتا ہے، پاکستانی ریاست اور معاشرے نے ہمیشہ ثابت کر کے دکھایا ہے کہ وہ طوفانوں کا مقابلہ کرنے کی بھرپور صلاحیت رکھتے ہیں۔“

مشرف زیدی

سینئر فیلو، تابادلیب

پاکستان کی عوامی پالیسی کی ایک بڑی اور بمشکل ہضم ہونے والی سچائی یہ ہے کہ اس کے اندر بحرانوں سے نمٹنے کی ناقابل یقین صلاحیت موجود ہے۔ قدرتی آفات سے تنازعات تک، اور ان کے درمیان جو کچھ بھی آتا ہے، پاکستانی ریاست اور معاشرے نے ہمیشہ ثابت کر کے دکھایا ہے کہ وہ طوفانوں کا مقابلہ کرنے کی بھرپور صلاحیت رکھتے ہیں۔

1979 میں افغانستان پر سوویت قبضے کے ساتھ ہی پناہ گزینوں کا ایک جم غفیر امڈ آیا جس نے سیاست کو بدل ڈالا اور کئی ملکوں کی معیشتوں کو تباہ کر دیا۔ 2010 کے سیلاب نے بیس ملین سے زائد افراد کو متاثر کیا اور لگتا تھا کہ پاکستان میں زراعت کی حالت اب کبھی بھی پہلے جیسی نہ ہو پائے گی اور زرعی پیداوار تقریباً صفر پر آ گئی۔ 2015 میں خیبر پختونخوا کے جن علاقوں میں دہشت گردی کے خلاف آپریشنز شروع ہوئے وہاں جس طرح لاکھوں شہری نقل مکانی پر مجبور ہوئے تو لگتا تھا کہ اجڑنے والے یہ علاقے پھر کبھی آباد نہ ہو پائیں گے۔ اکتوبر 2005 میں آزاد جموں وکشمیر اور خیبر پختونخوا میں آنے والے زلزلے کے بعد بڑے پیمانے پر وبائیں پھوٹنے کا خدشہ پیدا ہو گیا تھا۔

لیکن ہر بار پاکستانی ریاست اور معاشرے نے فی الفور وقتی طور پر کام دینے والے جوابی اقدامات کا تانا بانا بن ڈالا جن کی بدولت بحران ٹل گیا اور بین الاقوامی تنظیموں اور مقامی سول سوسائٹی کے بدترین خدشات حقیقت کا روپ دھارنے سے محروم رہ گئے۔ کووڈ-19 کی وباء نے پہلی بار مقامی سطح پر زور پکڑا تو کئی خیر خواہوں کو لگنے لگا کہ آخر وہ گھڑی آہی گئی جس میں ان کی پیش گوئیاں سچ ثابت ہونے کو ہیں اور زبوں حالی، مالی مشکلات اور ٹوٹی پھوٹی صلاحیتوں کا حامل نظام گھٹنوں بیٹھنے والا ہے۔ لیکن اس بار بھی پاکستان کی عوامی پالیسی اور پاکستانی عوام نے مل کر ان سارے اندازوں اور پیش گوئیوں کو مٹی میں ملا دیا۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ پاکستانی دن دگنی رات چوگنی ترقی نہیں کر پائے کیونکہ پاکستان ہر سال بعد یا ہر دہائی بعد، یکے بعد دیگرے ان قدرتی اور انسانوں کی پیدا کی ہوئی آفات کی لپیٹ میں آتا رہا۔ لیکن ہر بار ریاست اور معاشرے نے جواب میں ایسے ایسے کام کر ڈالے جنہوں نے بدترین اثرات کو بھی بے اثر بنا دیا۔ ہر بار انہوں نے ثابت کر دکھایا کہ وقت آنے پر انسانی صلاحیت، اداروں کے وسائل اور

> پاکستانیوں کی مقابلے کی صلاحیت کے سامنے ناکامی کا کوئی عذر باقی نہیں رہ جاتا۔

پورے نظام میں موجود جدت کے مواقع، سب مل کر پاکستان کو کسی بدترین صورتحال سے بھی نکال کر واپس اسے اپنے پاؤں پر کھڑا کر سکتے ہیں۔

سالہا سال سے ہم دیکھ رہے ہیں کہ پاکستان کے فوجی ہوں یا سپاہی، سول ملازمین ہوں یا اساتذہ، نرسیں ہوں یا عوامی مفاد کے باقی رکھوالے، وہ ہمیشہ اس بات پر فخر کرتے ہیں کہ پاکستانیوں میں مقابلے کی ایک منفرد صلاحیت پائی جاتی ہے۔ ان کا یہ فخر کوئی بے سبب تو نہیں ہے، کیونکہ بہرحال یہ ان کے پختہ عزم، پرجوش جذبے، اور دیانتدارانہ وابستگی کی عکاسی کرتا ہے۔ لیکن ایک پریشانی یہ بڑھ رہی ہے کہ پاکستان میں مستقل بنیاد پر بار بار کے ان بحرانوں کا ثمر ایک ایسے نظام کی صورت میں سامنے آیا ہے جو صحیح معنوں میں تبھی حرکت میں آتا ہے جب بحران اس کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے اور عام حالات میں یہ معمولی نوعیت کے کام کرنے کی صلاحیت سے بھی عاری ہوتا جا رہا ہے۔

بحران کا طرزِ حکمرانی تبھی کارآمد ہوتا ہے جب آگ لگی ہو، حالات قدرے معمول پر ہوں تو اس کی افادیت برائے نام رہ جاتی ہے۔ 'عام' یا 'نارمل' طرزِ حکمرانی کے لئے ایسے طریقوں، تدبیروں اور حکمت عملیوں کی ضرورت ہوتی ہے جو ملکیت، ذمہ داری اور احتساب کو نظام کے ان حصوں میں تقسیم کر دیں جہاں یہ سب سے موثر کارکردگی دکھانے کی صلاحیت رکھتے ہوں۔ اس کے برعکس بحران کا طرزِ حکمرانی اختیار کو مرکز گیر بنا دیتا ہے، مقامی سطح کی ملکیت معطل ہو جاتی ہے، اور فیصلوں پر احتساب سے گریز کیا جاتا ہے۔ مسلسل بحرانی کیفیت میں رہنے کا نتیجہ ایک ایسے نظام کی صورت میں برآمد ہوتا ہے جس میں فیصلے اس جگہ سے دور، بہت دور ہوتے ہیں جہاں اصل میں

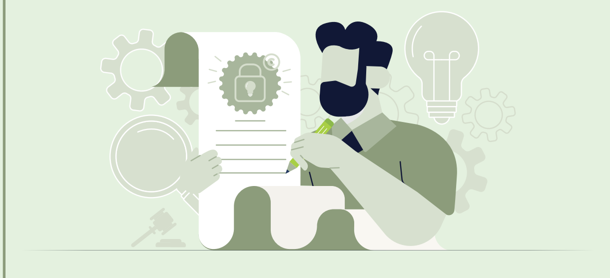

ملکیت، ماتحتی، اور احتساب، بڑے پیچیدہ، الجھے ہوئے اور کٹھن کام ہیں۔ بحران میں ملکوں کو فوری اور فعال فیصلوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ ضابطے کی کارروائیوں کی دیانتداری اس رفتار کی نذر ہو جاتی ہے۔ سارا خمیازہ ملک کے باقاعدہ اداروں کو بھگتنا پڑتا ہے۔

ان پر عملدرآمد ہونا ہوتا ہے۔ یہ ایسا نظام ہے جس میں فیصلے کرنے والے لوگوں کا ان فیصلوں کے نتائج سے کوئی واسطہ نہیں ہوتا یا وہ ان کے متعلقہ فریق نہیں ہوتے اور جس میں فیصلوں سے مستفید ہونے والے یا ان سے متاثر ہونے والے یہ فیصلے کرنے والوں کو جزا یا سزا نہیں دے سکتے۔

یہ مشکلات محض پاکستان کا مسئلہ نہیں، البتہ پاکستان کا ایک منفرد مسئلہ ضرور ہے۔ یہ مسئلہ اس سیاسی یقین کی بنیاد پر وجود میں آیا جو ایک ایسی اقلیت کو تحفظ دینے کا مطالبہ کرتا ہے جسے 'اکثریت پسندی' (Majoritarionism) سے درپیش خطرے کی فکر کھائے جاتی ہے، اور یوں پاکستان اپنی ہی طرز کی ایک اکثریت پسندی کا شکار بننے کے خطرے سے دوچار ہو گیا۔ پاکستان ایک وفاق کے طور پر وجود میں آیا تھا جسے اس میں شامل اکائیوں سے قوت ملتی ہے، لیکن یہ ان سیاسی قوتوں کے ہاتھوں میں مرکوز ہونے لگا جو نظام کے

کووڈ-19 اور پاکستان

ہمیشہ سے پاکستان میں آنے والے بحرانوں کی طرح کووڈ-19 کی وباء نے بھی اس حقیقت کو اجاگر کرنے میں مدد دی کہ ریاست جب اپنی تمام تر قوت کے ساتھ یعنی بحرانی خطوط پر کام کرے تو یہ کتنی طاقتور اور موثر ہو سکتی ہے۔ بی آئی ایس پی کی جانب سے احساس ایمرجنسی کیش کی شکل میں شروع کیا جانے والا سماجی تحفظ کا پروگرام اپنے حجم اور عزائم کے اعتبار سے ایک انقلابی کاوش ہے جس کا آغاز ریکارڈ وقت میں کیا گیا۔ اہم پالیسیوں میں اتصال یقینی بنانے کے لئے نیشنل کمانڈ آپریشن سنٹر (این سی او سی) کی شکل میں کوآرڈینیشن کا جو نظام وضع کیا گیا اس نے عمدہ طریقے سے کام کیا۔ جہاں جہاں کمی تھی، اسے ہمیشہ کی طرح پاکستان کے سماجی فلاحی طبقے نے پورا کیا۔ اگرچہ وباء کی جو تیسری لہر اس وقت چل رہی ہے، وہ غالباً نظام کا اس حد تک امتحان لے گی جس حد تک تاحال اسے نہیں آزمایا گیا لیکن عین ممکن ہے کہ نتیجہ پہلے کی طرح ہو گا کہ معدودے چند اکادکا مثالوں کے، ریاست اور معاشرہ دونوں مل کر اس فوری بحران سے معقول حد تک نمٹ لیں گے۔ لیکن اس کے بعد کیا ہو گا؟

باہر سے اور آئین میں طے کئے قواعد وضوابط سے قوت حاصل کرتی ہیں۔ بیلٹ باکس کے ذریعے آشکار ہونے والے مشترکہ سیاسی ایجنڈا نے پاکستان کے لئے خطرہ پیدا کر دیا ہے کہ کہیں یہ اشرافیہ کے ہاتھوں بھرپور نمائندگی سے عاری جمہوریت بن کر نہ رہ جائے کیونکہ یہ وہی اشرافیہ ہے جو خود کو دوام دینے کی فکر میں غرق ہے اور جسے ان لوگوں کا حصہ بڑھانے کی چنداں فکر نہیں جو اس کی قوت کا اصل منبع ہیں۔

پاکستان کا نظام حکمرانی مستقل دباؤ کا شکار ہے کہ یہ روزمرہ فرائض کی انجام دہی یعنی فراہمی خدمات، انصاف اور مواقع کی برابری میں اپنی کارکردگی بہتر بنائے۔ کسی بھی معقول تجزیے سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان شعبوں سے متعلق اشاریوں پر ابھی بہت کچھ کرنے کی ضرورت باقی ہے۔ سوال یہ ہے کہ ایک ایسا نظام جو بحران کی صورت میں کامیاب اور بصورت دیگر ناکام رہے، اس میں بہتری کس طرح لائی جا سکتی ہے؟

اس کے لئے پاکستان کے طرزِ حکمرانی کو ایک نئی سوچ پر استوار کرنا ہو گا۔ پالیسی سازوں اور اصلاح کاروں کو تصور کی نگاہ سے طرزِ حکمرانی کی بحرانی شکل کا جائزہ لینا ہو گا تاکہ وہ اس میں سے ان چیزوں کو الگ کر سکیں جو کارگر ثابت ہوتی ہیں اور یہ اندازہ لگا سکیں کہ ایسا کیوں ہوتا ہے۔

2005 کے زلزلے کے بعد مکانوں کی تعمیر نو کے لئے گرانٹس لوگوں تک خودکار طریقے سے پہنچائی گئیں۔ کیوں نہ ہم ریاست اور شہریوں کے درمیان ہر طرح کے لین دین کو خودکار بنا دیں؟ کووڈ-19 کی وباء کے دوران 16 ملین سے زائد گھرانوں کو فی گھرانہ 12 ہزار روپے کی رقوم دی گئیں جس میں کسی سے براہ راست یہ سوال نہیں کیا گیا کہ ان کی ضروریات کیا ہیں۔ کیوں نہ ہم احساس ایمرجنسی کیش پروگرام کے ذریعے سب پاکستانی شہریوں کو ایک مشروط بنیادی آمدنی کا حقدار بنا دیں؟ 2010 کے سیلاب کے بعد کسانوں کو پانی اور دیگر زرعی توسیعی سہولیات تک بے مثال نوعیت کی رسائی دے دی گئی، نتیجہ شاندار فصل کی صورت میں سامنے آیا۔ کیوں نہ ہم اپنی پیداوار کو بھرپور اور شاندار بنانے کے لئے کسانوں کو جدید ٹیکنالوجی فراہم کر دیں؟ این سی او

> پالیسی سازوں اور اصلاح کاروں کو تصور کی نگاہ سے طرزِ حکمرانی کی بحرانی شکل کا جائزہ لینا ہو گا تاکہ وہ اس میں سے ان چیزوں کو الگ کر سکیں جو کارگر ثابت ہوتی ہیں اور یہ اندازہ لگا سکیں کہ ایسا کیوں ہوتا ہے۔

سی کی شکل میں ایک مثال ہمارے سامنے آچکی ہے کہ جب صوبے، وفاقی حکومت اور ریاست کے دیگر بازو مل کر کام کریں تو وفاقی نظام کیسے کام کرنے لگتا ہے؟ کیوں نہ ہم وزارت بین الصوبائی تعاون کو بااختیار بنادیں کہ وہ اسی طرح قومی سطح کے باہمی رابطے کے لئے ایک 'کلیئرنگ ہاؤس' کا کام دے جو اصل میں اس کا کردار تھا؟

ان تمام بنیادی سوالوں میں طرز حکمرانی میں اداروں اور سرگرمیوں کی دیانتداری برقرار رکھنے کا چیلنج سرفہرست آتا ہے۔ نظام اس طرح تشکیل دیا گیا تھا کہ یہ وفاقی اصولوں پر کام کرے گا اور ماتحتی اس کی جڑوں میں ہوگی۔ مقامی حکومتیں بااختیار اور باصلاحیت بن جائیں تو پاکستان ایڈمنسٹریٹو سروس اور پولیس سروس جیسے اعلیٰ سطح کے اداروں سے آنے والے سول ملازمین کی ضرورت باقی نہ رہے جنہیں مستقل طور پر بیماری، جرائم، دہشت گردی اور شہری کچی آبادیوں کے مسائل سے نبرد آزما رہنا پڑتا ہے۔ دنیا بھر میں ہر طرح کے سیاق وسباق میں یہ بات بالکل عیاں ہے کہ مقامی ملکیت کے ساتھ مناسب وسائل اور اختیارات سے عوام کی خدمت کا کام عمدہ طریقے سے انجام دیا جاسکتا ہے اور انجام دیا جارہا ہے۔

پاکستان بارہا، بلکہ کئی بار یہ ثابت کرچکا ہے کہ بحران کا سامنا ہو تو بحیثیت مجموعی افراد، کمیونٹی، ریاست اور معاشرہ، سب بے پناہ صلاحیتوں کے مالک ہیں۔ لیکن ایک ایسا ملک جس کے عوام ڈیڑھ سو سے زائد اضلاع میں بائیس کروڑ کی تعداد میں پھیلے ہیں، ضروری تو نہیں کہ روز روز انہیں دلیری اور جوانمردی کی داستانیں رقم کرنا پڑیں۔ سات دہائیاں بیت گئیں، طرز حکمرانی کے طرح طرح کے ماڈل آئے اور چلے گئے، نت نئے تجربات بھی ہوگئے اور نتیجہ یہ ہے کہ پاکستانیوں کی مقابلے کی صلاحیت کے سامنے ناکامی کا کوئی عذر باقی نہیں رہ جاتا۔ اصلاح فوری ضرورت ہے اور اس سے بڑی بات یہ کہ یہ ہماری دسترس میں ہے۔ کوئی اس کی راہ میں حائل ہے تو وہ ہے پاکستان کی عاقبت نااندیش اشرافیہ۔ پاکستان اپنے ان دلیر، نوجوان مردوں، عورتوں اور بچوں کا ہے جو ملک کی خدمت کے جذبے سے سرشار ہیں۔ ساٹھ فیصد سے زائد پاکستانی تیس سال سے کم عمر ہیں۔ ضروری تو نہیں کہ وہ ساری عمر یونہی دلیری اور جوانمردی کی مثالیں قائم کرتے رہیں۔ بحران سے نکل آنا، انجام نہیں بلکہ آغاز ہے۔ پاکستان کے نوجوانوں کو بھرپور موقع ملنا چاہیئے کہ وہ اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ ایک ایسے میدان عمل میں قدم رکھ سکیں جو ہر وقت ان کی مقابلے کی صلاحیت کو نہ آزماتا رہے، بلکہ انہیں بااختیار بنائے اور ان کی صلاحیتوں کو بروئے کار لائے۔

”

ہر بار پاکستانی ریاست اور معاشرے نے فی الفور وقتی طور پر کام دینے والے جوابی اقدامات کا تانا بانا بن ڈالا جن کی بدولت بحران ٹل گیا اور بین الاقوامی تنظیموں اور مقامی سول سوسائٹی کے بدترین خدشات حقیقت کا روپ دھارنے سے محروم رہ گئے۔

“

” بحران کا طرز حکمرانی تبھی کارآمد ہوتا ہے جب آگ لگی ہو، حالات قدرے معمول پر ہوں تو اس کا استعمال برائے نام رہ جاتا ہے۔ “

انفوگرافک

بحران کا وبال

کسی بھی بحران کے تین پہلو ہوتے ہیں: بحران سے پہلے، اس کے دوران اور اس کے بعد۔ بحران سے پہلے اور بحران کے دوران نظام اور ڈھانچے میں پائی جانے والی خامیاں بے نقاب ہوتی ہیں جو بحران کے ساتھ ہی دو چند ہو جاتی ہیں۔ بحران کے بعد وہ پیچیدگیاں نمایاں ہونے لگتی ہیں جو نظام کی اوور ہالنگ کا تقاضا کرتی ہیں۔

ذیل کے صفحات میں پیش کئے گئے انفوگرافک کے ذریعے سال 2000 سے اب تک پاکستان میں رونما ہونے والے متعدد بحرانوں کے بعد پیدا ہونے والی ملکی حالات کی تصویر کشی کی گئی ہے اور ثانوی ڈیٹا کی بنیاد پر مستقبل کے ممکنات اور ان کے اثرات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس ڈیٹا کے ذریعے ہر بحران کے بعد پیدا ہونے والے حالات پر شواہد سامنے لائے گئے ہیں جن کا مقصد بحرانوں کے موثر جوابی اقدامات کی تشکیل میں عوامی پالیسی کے لئے معلومات مہیا کرنا ہے۔

کووڈ - 19 کے بعد

تعلیم

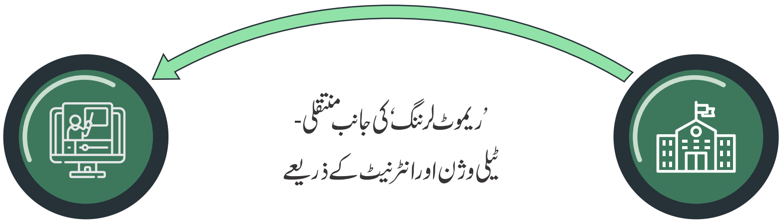

وباء کے باعث
930,000
بچے سکول سے باہر رہ گئے

سکول سے باہر بچوں کی موجودہ تعداد 22 ملین میں
4.2%
اضافہ

غریب ترین طبقے کا	امیر ترین طبقے کا
20%	20%
15%	98%

ایک یا زیادہ اقسام کی ریموٹ لرننگ ٹیکنالوجی کے مالک ہیں

پڑھائی کی غربت

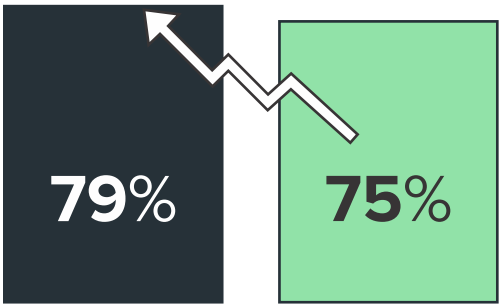

جی ڈی پی کا مجموعی نقصان

(کنسالیڈیٹڈ سٹوڈنٹس انکم)

2020	2040
$67 بلین	$155 بلین

صحت

- حفظانِ صحت کی لازمی خدمات پہنچ سے باہر
- طبی عملہ کی کمی
- لازمی ادویات، ویکسین اور صحت کی دیگر مصنوعات کی سپلائی چین میں خلل

دسمبر 2020 کے اعداد و شمار کے مطابق عملہ صحت کے

10,300

ارکان کا کووڈ-19 ٹیسٹ مثبت آچکا تھا

عملہ صحت کی ذہنی صحت

اپریل 2020 تا جون 2020

ڈپریشن	10.1%
اضطراب	25.4%
ذہنی دباؤ	7.3%

طبی سہولیات کے لئے آنے والے افراد

- 17% کے مطابق ناقص علاج کیا گیا
- 6% کو او پی ڈی بند ملی
- 14% کو ٹرانسپورٹ کے مسائل پیش آئے
- 6% کے مطابق صحت کے اداروں میں ایس او پیز پر عمل نہیں ہو رہا تھا
- 7% کو ادویات کی قلت اور طبی عملہ کی بے رخی کا سامنا کرنا پڑا

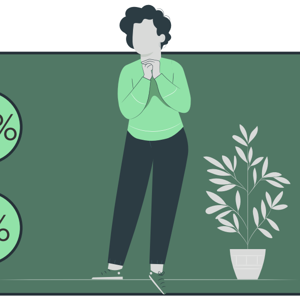

روزگار اور آمدنی

لیبر مارکیٹ کا بحران

- 49% کام کرنے والی آبادی بری طرح متاثر ہوئی
- 37% ملازمت سے محروم ہو گئے یا کام جاری نہ رکھ سکے
- 12% کی آمدنی میں کمی آئی

لیبر مارکیٹ کا بحران

74%

متاثرہ افراد غیر رسمی شعبے سے وابستہ تھے

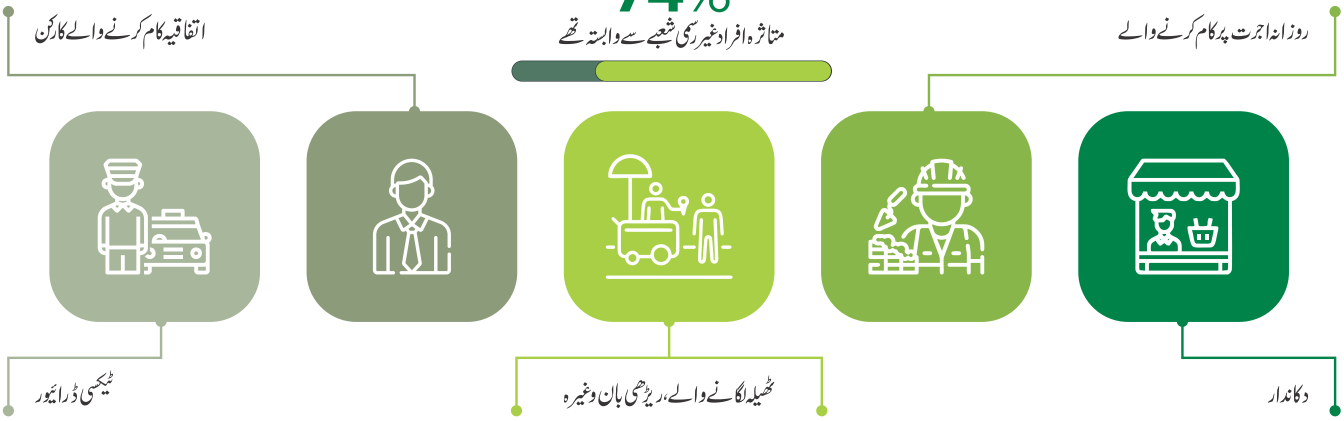

بیروزگاری کی شرح میں اضافہ

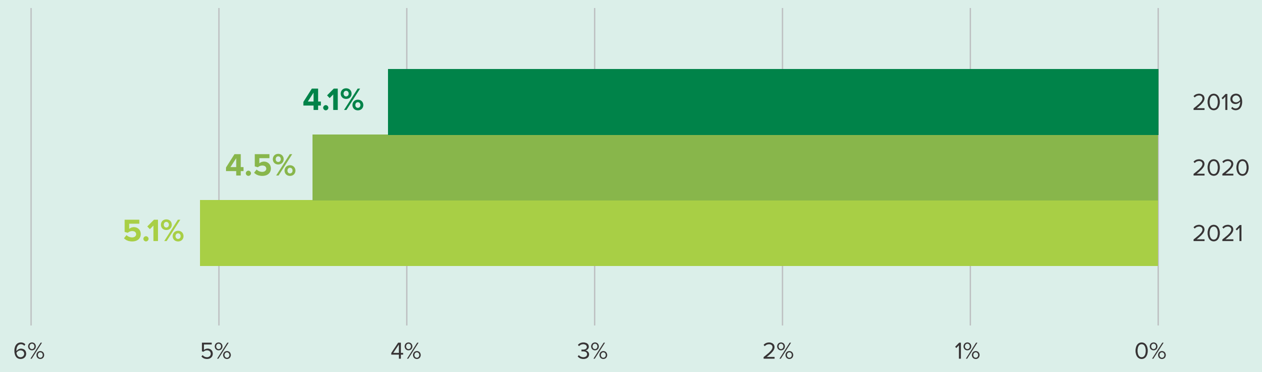

غذائی تحفظ

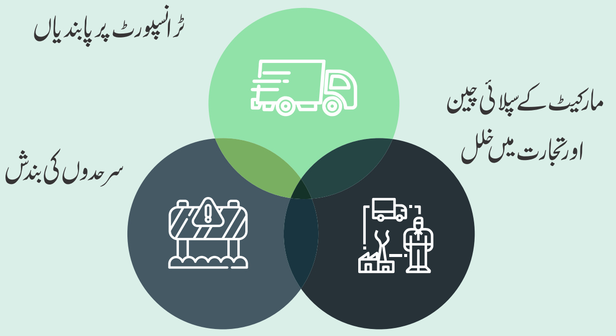

غذائی تحفظ کی سطح (اپریل 2020 تا جولائی 2020)

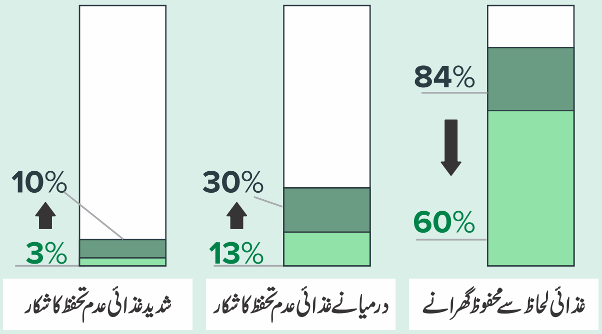

سیاق وسباق کے مربوط تجزیہ کی بنیاد پر تقریباً

2.45 ملین افراد

غذائی عدم تحفظ کے خطرے سے دو چار پائے گئے

ماحولیات و موسمیات

ہوا کے معیار کے انڈکس میں آنے والی تبدیلیاں (اکتوبر 2019 تا اکتوبر 2020)

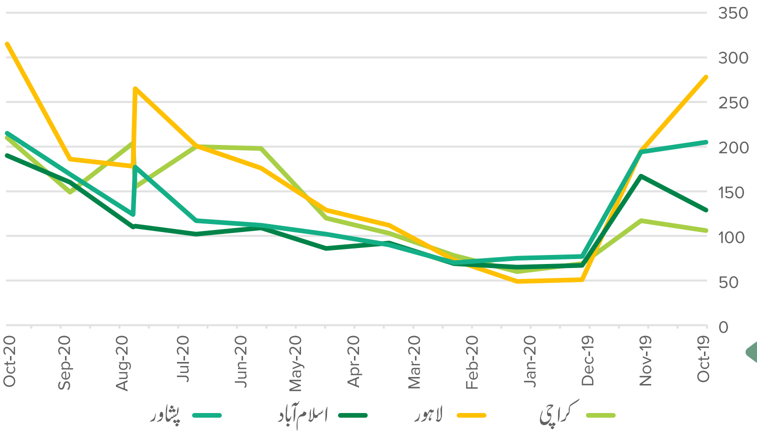

ہوا میں آلودگی پیدا کرنے والے اجزاء مثلاً NOx، Sox، CO2، PM2.5، اور PM10 میں لاک ڈاؤن سخت ہونے پر کمی آئی، جس کے بعد ہوا کا معیار دوبارہ بگڑ گیا

دیگر بحرانوں کے بعد

موسمیاتی تبدیلی

عالمی صورتحال

11,000

انتہائی نوعیت کے موسمیاتی واقعات

2019 تا 2000

475,000

سے زائد اموات

$2.56

ٹریلین کے نقصانات (پی پی پی میں)

روک تھام اور اقدامات نہ ہونے سے کتنا نقصان ہوگا؟

2030: **$140** ارب سے **$300** ارب کے درمیان

2050: **$280** ارب سے **$500** ارب کے درمیان

موسمیاتی تبدیلی

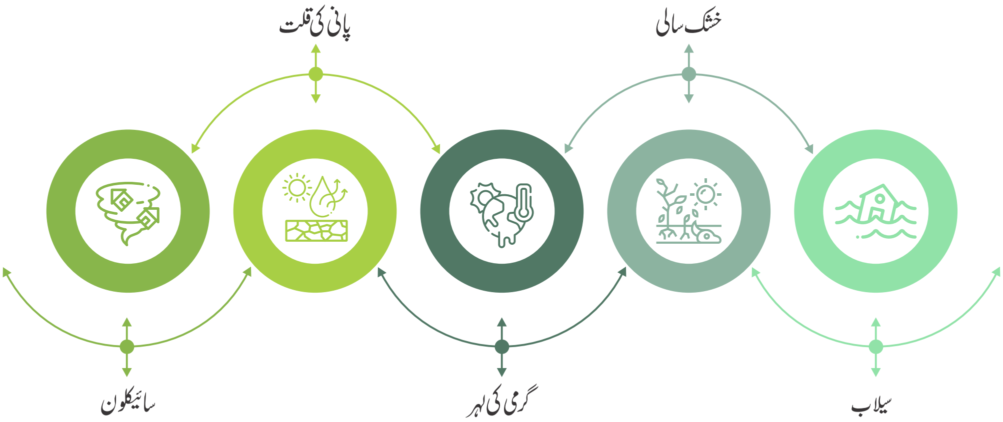

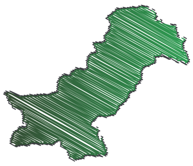

پاکستان کی صورتحال

$3.77
ارب سالانہ معاشی نقصان

502.45
اموات سالانہ

2019 تا 2000
پاکستان
29.1
کلائمیٹ رسک انڈکس پر

173
تباہ کن واقعات، ایک سال میں

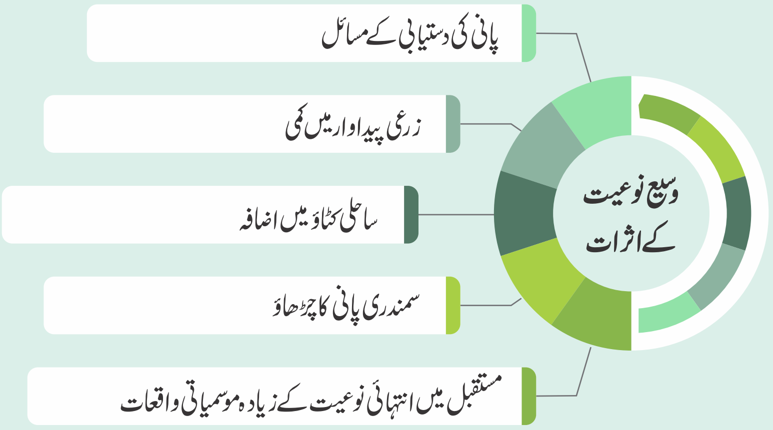

پاکستان کی رینکنگ

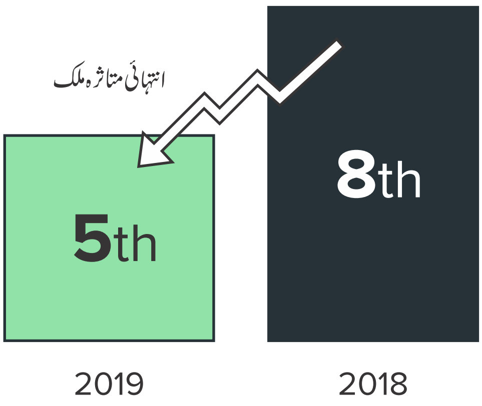

پاکستان پانی کی شدید قلت کے دہانے پر کھڑا ہے

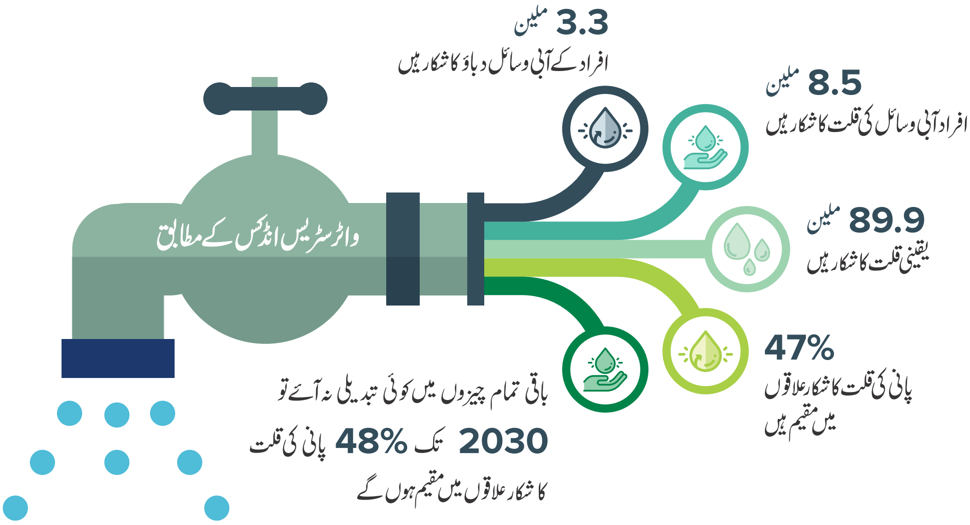

سیلاب

فوری اثرات

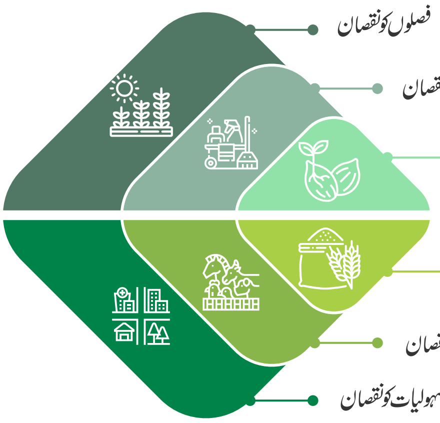

2010، 2011 اور 2014 کے سیلاب

1 — **2587** سے زائد انسانی جانوں کا نقصان

2 — **30** ملین سے زائد متاثرہ افراد

3 — **30** ملین سے زائد گھروں کو نقصان

4 — **117,425** سے زائد مویشی لقمہ اجل بن گئے

5 — معیشت کا کل نقصان **1.2** ٹریلین روپے

شعبوں کے لحاظ سے غذائی اثرات 2010-2011 (ارب روپے میں)

سال	کل نقصانات	کل تعمیر نو
2010	855	578
2011	324.533	239.011

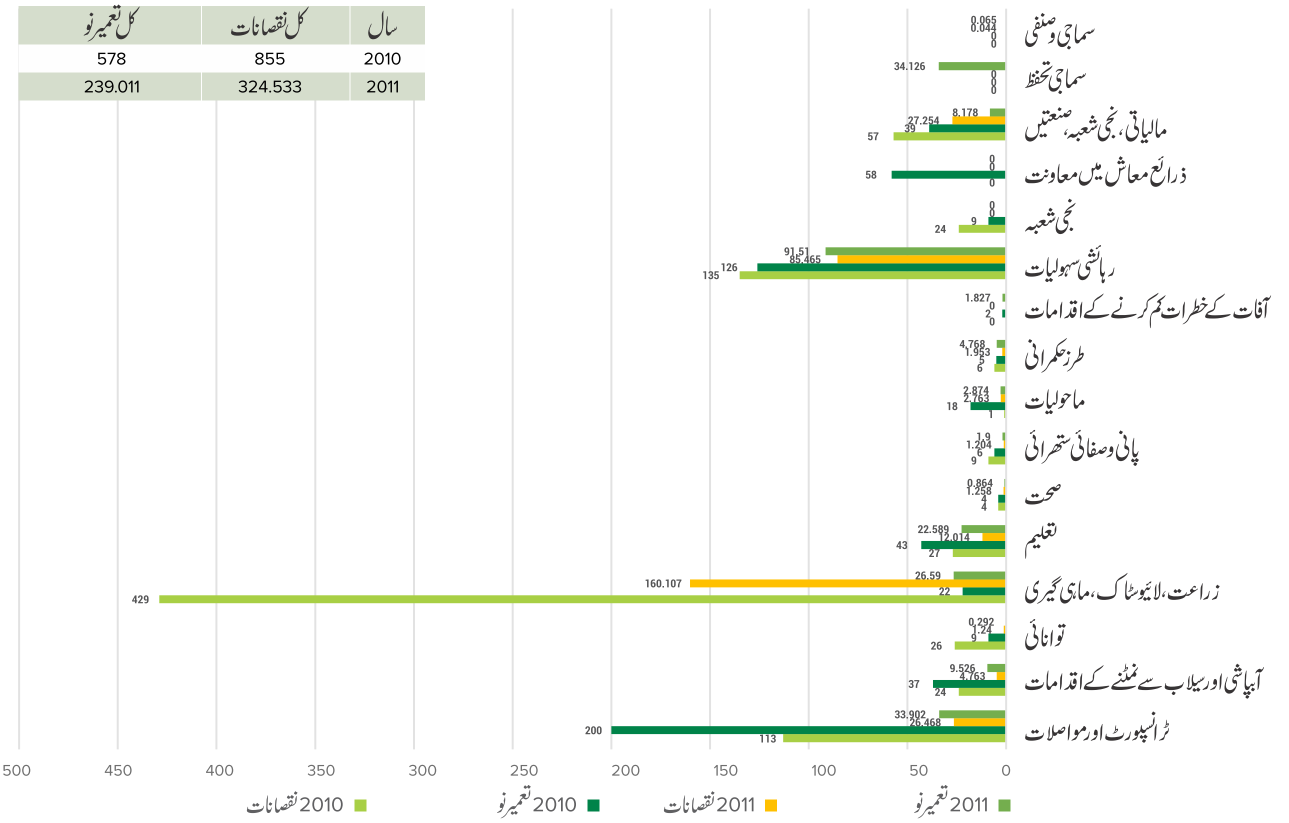

سیلاب کے باعث ہونے والے نقصانات (2010-2014)

	2010	2011	2014
جانی نقصان	1700	520	367
متاثرہ رہائشی سہولیات	1120,978	998,376	129,880
صحت کی متاثرہ سہولیات	436	901	-
متاثرہ تعلیمی ادارے	-	4,096	-
مویشیوں کا نقصان	-	115,500	1,925
غذائی مدد کے طلب گار	3.6 m	194,969	-
کل متاثرہ افراد	20 m	9.6 m	2.5 m

شعبوں کے لحاظ سے سیلاب کے اثرات، 2014 (ارب روپے میں)

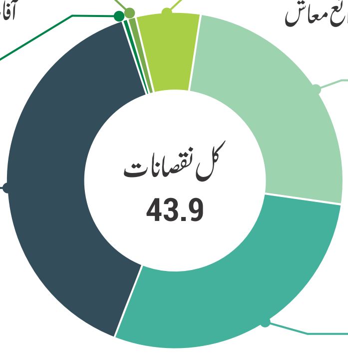

منصوبہ بندی کے بغیر شہری پھیلاؤ

75.6
ملین افراد شہری علاقوں میں مقیم ہیں

2030 تک
پاکستان کی تقریباً
40% آبادی
شہری علاقوں میں مقیم ہوگی

منصوبہ بندی اور نظم ونسق کے بغیر شہری پھیلاؤ کا نتیجہ

- شہری کچی آبادیاں
- ماحول میں بگاڑ
- غربت اور عدم مساوات

40% شہری آبادی بے قاعدہ آبادیوں میں مقیم

75.6
ملین افراد
شہری علاقوں میں مقیم

30.24
ملین افراد لوگوں سے
کھچا کھچ بھری کچی آبادیوں میں مقیم

کن اقدامات کی ضرورت ہے؟

طرزحکمرانی پر مبنی بحرانوں میں مزید بگاڑ کی روک تھام کے لئے مناسب نظم ونسق اور وسائل کی تخصیص مثلاً

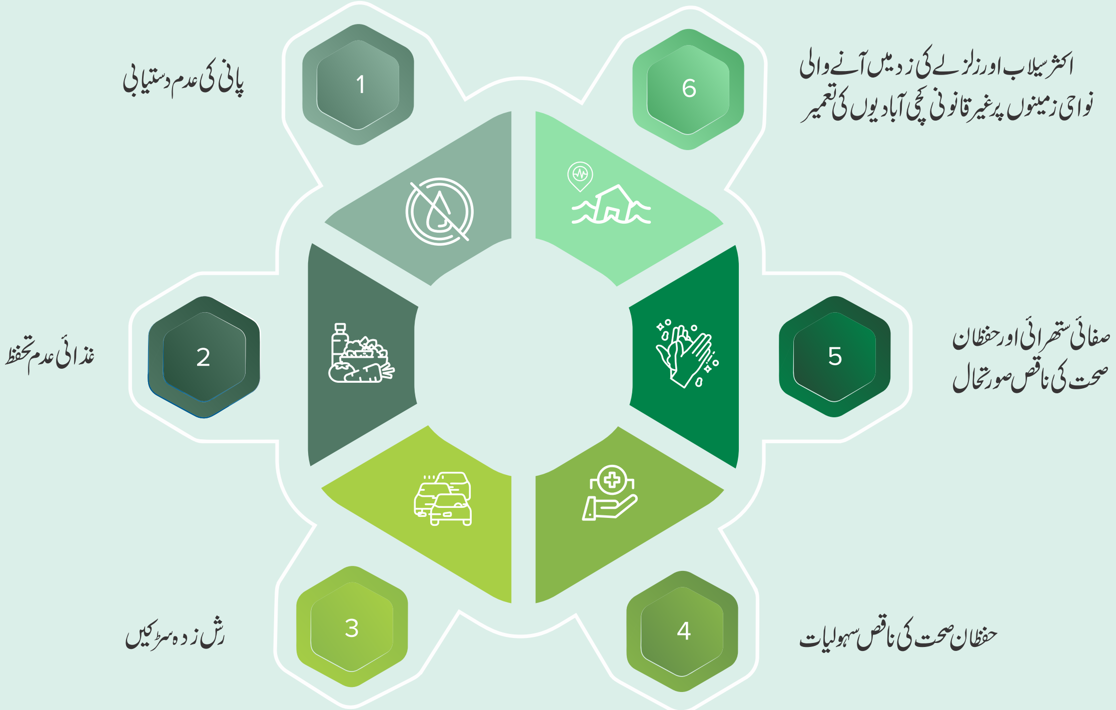

جنگلات کا خاتمہ

2019-2020 میں جی ڈی پی میں جنگلات کا حصہ
51.5 ارب روپے رہا

ملین مزدوروں کو روزگار ملا
51.5

1% سالانہ جنگلات کے خاتمے کے اسباب

- مویشیوں کا زیادہ گھاس چرنا
- منصوبہ بندی کے بغیر تیز شہری پھیلاؤ
- زراعت کی جانب منتقلی
- جنگلات پر مبنی مصنوعات کی طلب اور رسد کے درمیان توازن پیدا کرنے میں ناکامی
- جنگلاتی آگ

2001 سے 2020 تک پاکستان میں قدرتی طور پر دوبارہ اگنے والے 16% جنگلات کا ضیاع ہوا

درختوں کے 15% رقبے کا ضیاع

باقی تمام چیزوں میں کوئی تبدیلی نہ آئے تو 2030 تک موجودہ سالانہ شرح افزائش پر پاکستان قدرتی طور پر دوبارہ اگنے والے 11% سے زائد جنگلات سے محروم ہوسکتا ہے

زلزلہ

2019 میں پاکستان کا رینک

19

بلند خطرے والی کیٹیگری

پاکستان میں زلزلوں کی تاریخ (2011-2018)

سال	زلزلے
2018	2
2015	848
2014	771
2013	675
2012	754
2011	543

2005 کا زلزلہ: انتہائی تباہ کن زلزلہ

- سرکاری اعداد وشمار کے مطابق اموات 73,338
- شدید زخمی 69,412
- 3.5 ملین افراد (500,000 خاندان) متاثر ہوئے
- متاثرہ رقبہ 30,000 مربع کلو میٹر
- 3.3 ملین افراد گھروں سے محروم ہوگئے
- 2.3 ملین افراد غذائی عدم تحفظ کا شکار ہوگئے
- صحت کے تقریباً 80% ادارے تباہ ہوگئے
- 10,000 بچے معذور ہوگئے
- 600,000 سے زائد مکان متاثر ہوئے
- 6000 تعلیمی ادارے متاثر ہوئے
- 350,000 سے 380,000 افراد موسم سرما میں دورافتادہ علاقوں میں رہتے ہیں
- 3366 فراہمی آب کے نظام تباہ ہوگئے
- 297,000 موسم سرما میں کیمپوں میں رہے
- $ 5198 میلین زلزلے کا اندازاً نقصان

زلزلے اور ان کے اثرات (2005-2019)

	علاقہ، ضلع یا صوبہ	شدت	اموات	زخمی
24-09-2019	نیومیرپور، آزاد جموں وکشمیر	5.6	40	850
25-12-2015	گلگت بلتستان، خیبر پختونخوا	6.3	4	100
08-05-2014	سندھ	4.5	2	50
28-09-2013	ضلع آواران، بلوچستان	6.8	400	
24-09-2013	ضلع آواران، بلوچستان	7.7	835	700
18-01-2011	دالبندین، بلوچستان	7.2	3	
29-10-2008	ضلع زیارت، بلوچستان	6.4	215	200
08-10-2005	آزاد جموں وکشمیر، بالاکوٹ	7.6	86,000 - 87,351	69,000-75,266

دہشت گردی

دہشت گردی کے ملکی واقعات

4000
واقعات
(2013)

319
واقعات
(2020)

2700
اموات
(2013)

169
شہریوں کی اموات
(2020)

2020 میں **25** واں نازک ترین ملک
جو 2010 میں 10 ویں نمبر پر تھا

دہشت گردی کے خلاف جنگ کی قیمت (2001-2008)

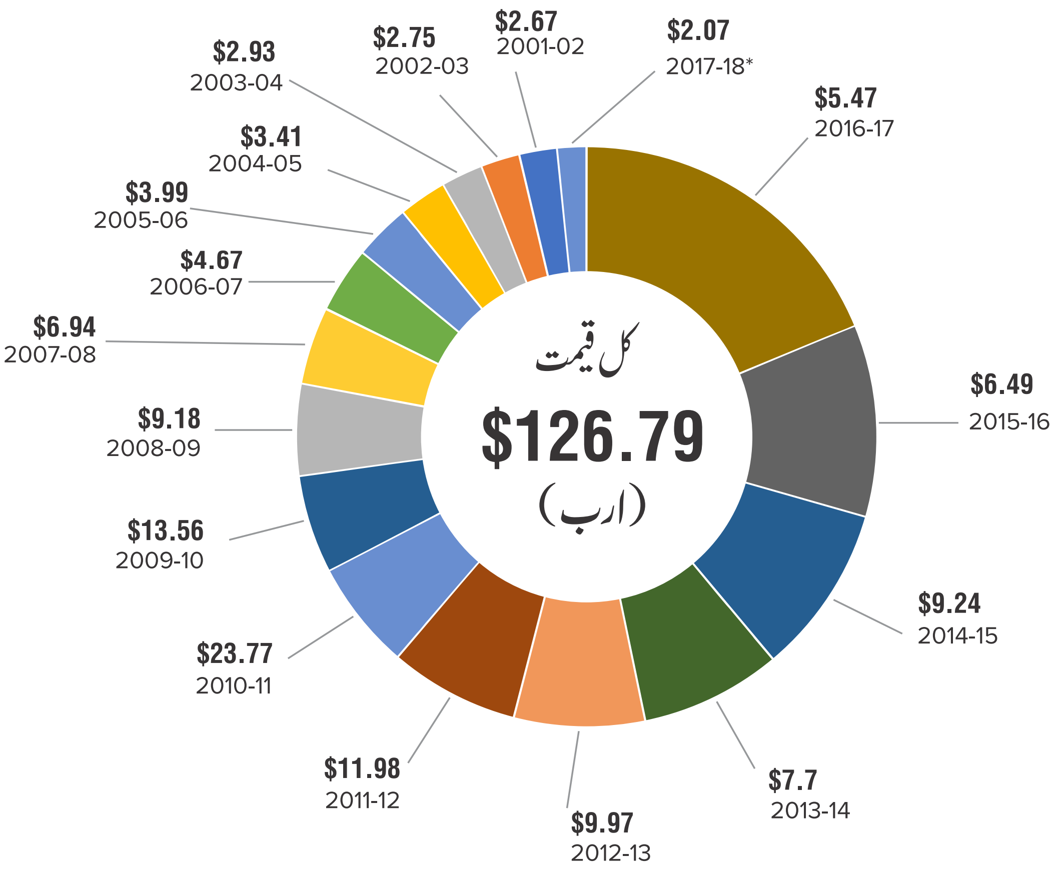

2017-18 میں دہشت گردی کے خلاف جنگ کے باعث نقصانات (ملین امریکی ڈالر میں)

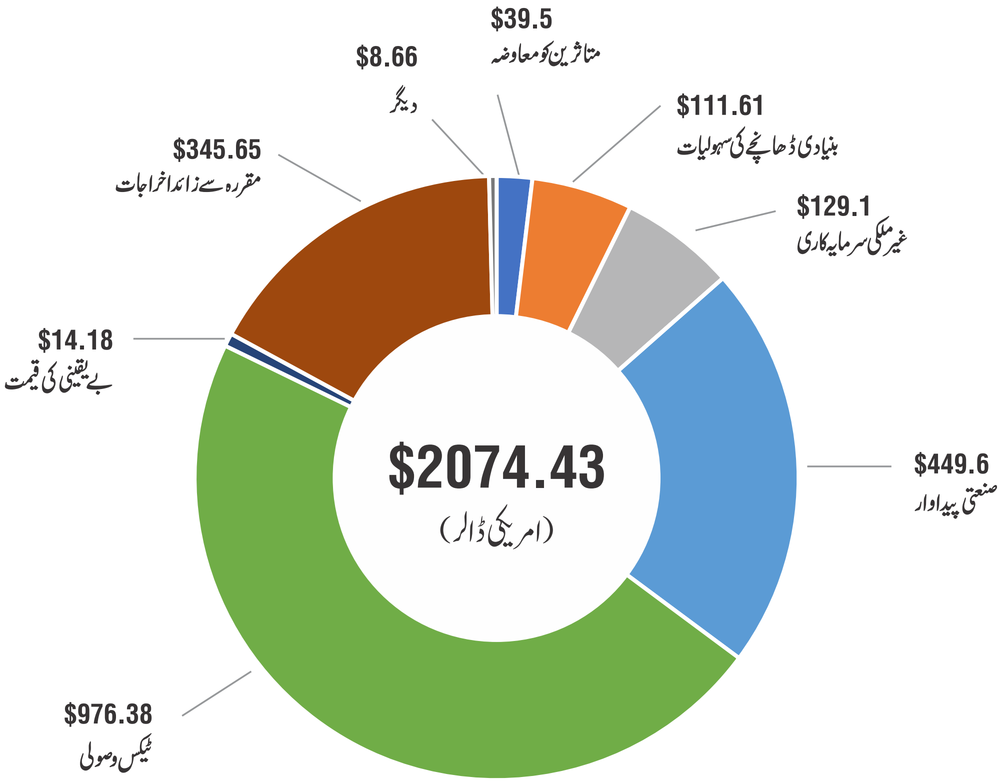

دہشت گردی کے خلاف جنگ کے باعث شعبوں کے لحاظ سے نقصانات (2014-2016)

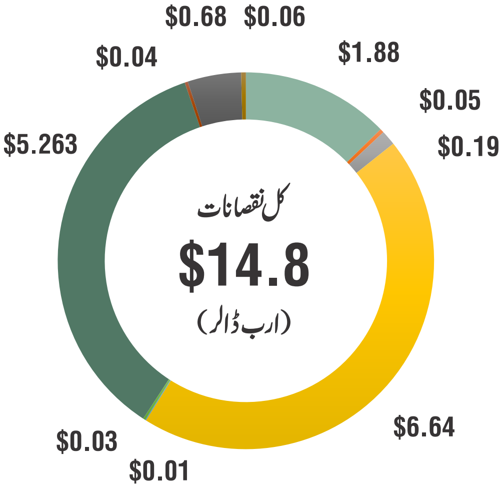

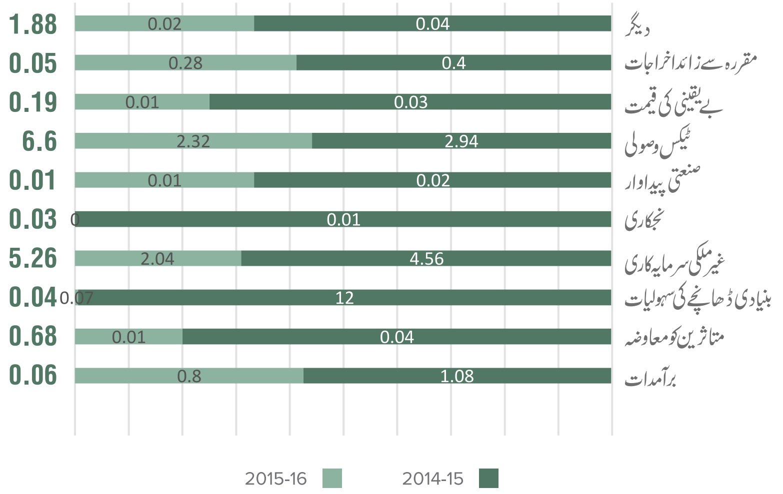

انفوگرافک کے لئے درج ذیل ذرائع سے استفادہ کیا گیا:

1. پاکستان آبادی وصحت سروے، 2017-2018
2. عالمی بینک (2020)۔ Learning losses in Pakistan due to Covid-19 school closures: a technical note on simulation result
3. عالمی ادارہ صحت (2020)۔ Pakistan's drive to restore essential health services during Covid-19
4. نیشنل کمانڈ آپریشن سنٹر (این سی او سی) پاکستان پورٹل
5. حکومت پاکستان (2020)۔ عوام کی آسودہ حالی پر کووڈ-19 کے سماجی و اقتصادی اثرات کا جائزہ لینے کے لئے خصوصی سروے
6. ارشد ایم ایس، حسین آئی، نفیس ایم، مجید اے، عمران آئی، سعید ایچ، ہاشمی ایف کے، اکبر ایم، ابرار ایم اے، رمضان بی، چودھری ایم او، اسلام ایم، عثمان اے، نثار این، رسول ایم ایف۔ ''پاکستان کے تین میٹرو پولیٹن شہروں میں عملہ صحت کی ذہنی صحت پر کووڈ-19 کے اثرات کا تجزیہ''
7. عالمی مالیاتی ادارہ (2020)۔ World Economic Outlook, April 2020: The Great Lockdown
8. آئی پی سی- آئی جی، یونیسیف روسا (2020)۔ Socio-economic impacts of Covid-19, policy responses and the missing middle in South Asia۔ ریسرچ رپورٹ۔ براسیلیا: انٹرنیشنل پالیسی سنٹر فار انکلوسو گروتھ
9. اقوام متحدہ (2020)۔ Covid-19 Pakistan Socio-Economic Framework
10. رشید آر، رضوان اے، جاوید ایچ، ودیگر (2021)۔ Socio-economic and environmental impacts of Covid-19 pandemic in Pakistan - an integrated analysis۔ انوائرمنٹ سائنس پولیوشن ریسرچ
11. جرمن واچ (2021)، ''گلوبل کلائمیٹ رسک انڈکس، 2021''
12. ورلڈ ریسورسز انسٹی ٹیوٹ (2019)۔ Aqueduct Water Risk Atlas: 2019
13. ورلڈ ڈیٹا لیب (2020)۔ Water Scarcity Clock
14. اکنامک سروے آف پاکستان مختلف سال: 2010-2014
15. مردم شماری 2017
16. اقوام متحدہ آبادی ڈویژن، 2018
17. عالمی بینک (2018)۔ Population living in slums (% of urban population) – Pakistan
18. عالمی بینک (2018)۔ Forests for Green Pakistan: Forest Policy Note۔ عالمی بینک، واشنگٹن ڈی سی
19. ایف اے او کے تازہ ترین دستیاب اعداد و شمار کی بنیاد پر یو این ڈی پی کے حسابات
20. دی سسٹین ایبلٹی کنسورشیم، ورلڈ ریسورسز انسٹی ٹیوٹ، یونیورسٹی آف میری لینڈ (2020)۔ Tree Cover Loss by Driver۔ گلوبل فارسٹ واچ
21. ساؤتھ ایشیا ٹیررازم پورٹل
22. محمد زکریا، وین جون، حبیب احمد (2019)۔ Effect of terrorism on economic growth in Pakistan: an empirical analysis
23. ورلڈ فریجائل سٹیٹ انڈکس (ایف ایس آئی)، 2020
24. وزارت امور خارجہ و وزارت امور خارجہ مشترکہ وزارتی گروپ
25. وزارت داخلہ پورٹل
26. این ڈی ایم اے، ایشیائی ترقیاتی بینک، عالمی بینک (2014)۔ Damages and Recovery Needs Assessment Report
27. سیلاب کی تعمیر نو کا قومی منصوبہ، 2010

نقطہ نظر

بحران کا جواب، جدت کے ساتھ

> ”بحران جدت آمیز ٹیکنالوجی پر مبنی ایسی راہیں نکالنے کے لئے زرخیز زمین کا کام دیتے ہیں جن پر چل کر مستقبل کے بحرانوں کے منفی اثرات کو کم کیا جا سکتا ہے۔“

طارق ملک

چیف ٹیکنیکل ایڈوائزر
ڈیجیٹل گورنمنٹ،
یو این ڈی پی نیو یارک

سابق چیئرمین،
نیشنل ڈیٹابیس اینڈ
رجسٹریشن اتھارٹی، پاکستان

بحران اور جدت

قدرتی آفات، بحران اور کووڈ-19 جیسی وبائیں نہ صرف یہ بتاتی ہیں کہ ریاستیں کس قدر نازک ہیں بلکہ یہ ان کے لئے تبدیلی لانے کا ایک گرانقدر موقع بھی پیدا کر دیتی ہیں۔ یہ ہمیں تخلیق کی اس گھڑی کا راستہ بتاتی ہیں جس میں ہم مسائل کے جدت آمیز حل آزماتے ہوئے اپنے طرز حکمرانی میں انقلابی تبدیلی لا سکتے ہیں۔

پاکستان میں جدت کی ایسی ہی ایک مثال بہت کامیاب رہی ہے اور وہ ہے نقد رقوم کی منتقلی کا ’احساس‘ پروگرام۔ اس نے 2008 میں قائم کئے گئے بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام (بی آئی ایس پی) کے پلیٹ فارم کو آگے بڑھایا ہے۔ اس پروگرام نے 2009 میں عارضی نقل مکانی کرنے والے افراد (ٹی ڈی پیز) کے بحران اور پھر 2010 کے سیلاب سے جو سبق حاصل کئے، اپنی حالیہ سرگرمیوں میں ان سے بھی رہنمائی حاصل کی۔ اگر ہم کووڈ-19 سے عمدہ طریقے سے نمٹنے میں کامیاب رہے تو اس کی بدولت ہمیں پاکستان کے سماجی تحفظ کے نظام میں انقلابی تبدیلی لانے اور اس کا درجہ بلند کرنے کا موقع مل سکتا ہے اور پاکستان کا سماجی تحفظ کا نظام، بحرانوں کے مقابلے کی صلاحیت کا حامل نظام بن سکتا ہے۔

وباء نے تخلیق کی اس گھڑی کو ہمارے سامنے لا کھڑا کر دیا ہے جس میں ریاست عوام کو ضروری خدمات فراہم کرنے کے لئے مصروف جدو جہد ہے اور اس عالم میں شہریوں اور ریاست کے درمیان سماجی معاہدے پر ایک نئی سوچ پیدا کرنا لازم ہو گیا ہے۔ یہاں سوال یہ ہے کہ کیا کسی آفت کے آنے پر لوگ اپنی ریاست پر تکیہ کر سکتے ہیں؟

پاکستان نے ’پوری حکومت‘ والی سوچ اپنائی اور ملکی تاریخ میں سماجی تحفظ کے سب سے بڑے پروگرام، احساس ایمرجنسی کیش کی تشکیل کی اور اس پر عملدرآمد کر کے دکھایا۔ یہ پروگرام لاک ڈاؤن شروع ہونے کے صرف دس دن کے اندر شروع کیا گیا، 16.9 ملین گھرانوں کو ایک بارکی گرانٹ فراہم کی گئی جس کی کل مالیت 1.2 ارب امریکی ڈالر بنتی تھی۔ اس طرح 109 ملین افراد نے اس پروگرام سے استفادہ کیا جو ملکی آبادی کا تقریباً پچاس فیصد بنتے ہیں۔ یہ کام دس دن میں کر لیا گیا کیونکہ اس پروگرام کے لئے بنیادیں رکھنے اور بنیادی ڈھانچے کی سہولتوں کی ترویج کا کام ایک دہائی پہلے شروع کر دیا گیا تھا جس کے لئے شہریوں کے بارے میں نیشنل ڈیٹابیس اینڈ رجسٹریشن اتھارٹی (نادرا) کے وسیع اور بھرپور اعداد و شمار کو استعمال کیا گیا۔

نادرا- بحرانوں کے مقابلے کی صلاحیت کے حامل نظام کی تعمیر میں مصروف عمل

تبدیلی کے کسی بھی سفر میں نادرا ایک مرکزی کردار ادا کر سکتا ہے کیونکہ یہ ماضی میں بھی آفات پر کام کر چکا ہے۔ ٹیکنالوجی کی بدولت اس کے پاس 122 ملین شہریوں کے حقیقی اور انفرادی اعداد و شمار موجود ہیں جن میں بائیومیٹرک اور بائیوگرافیکل دونوں طرح کا ڈیٹا شامل ہے۔ نادرا اپنی کارکردگی سے بارہا ثابت کر چکا ہے کہ اس کے ڈیٹابیس میں تمام شہریوں کی بھرپور معلومات موجود ہیں اور یہ ناگزیر خدمات اور مراعات کے سلسلے میں اپنی رسائی بڑھانے کی صلاحیت بھی رکھتا ہے۔ ملک میں جو بھی آفات آئیں، ٹیکنالوجی کے اعتبار سے نادرا جوابی اقدامات میں پیش پیش رہا۔ کسی بھی طرح کی امدادی سرگرمیاں ہوں یا اشیاء یا نقد رقوم کی شکل میں امداد کی فراہمی، نادرا کی جانب سے شناخت کی تصدیق اور آفات سے متاثرہ افراد کے کوائف کی تصدیق نے ان میں کلیدی کردار ادا کیا۔

2010 کے سیلاب سے ملک بھر میں تقریباً 20 ملین افراد متاثر ہوئے۔ 2005 کے زلزلے کے لئے عطیہ دہندگان کی جانب سے

دیئے گئے فنڈز کی بدانتظامی کی وجہ سے ان اداروں اور حکومت کے درمیان اعتماد کی کمی پہلے سے موجود تھی۔ بیوروکریسی کی مزاحمت کے باوجود نادرا کی ٹیکنیکل ٹیم نے سیلاب کی بدولت پیدا ہونے والے موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے پہلی بار شناخت پر مبنی طریقہ استعمال کیا اور متاثرہ آبادی کی درست اور محفوظ نشاندہی کی راہ نکالی اور انہیں رقوم کی شفاف ادائیگیوں کو یقینی بنایا۔شہریوں کے ڈیٹابیس کو استعمال کرتے ہوئے نادرا نے کمرشل بینکوں کے ساتھ مل کر 'وطن کارڈ' کے نام سے اے ٹی ایم کارڈ جاری کئے۔نقد رقوم ان کارڈز پر اپ لوڈ کی گئیں جنہیں امداد سے مستفید ہونے والے افراد کسی پریشانی کے بغیر نکلوا سکتے تھے۔ ماضی میں اسی طرح کا ایک طریقہ 2009 میں سوات اور مالاکنڈ میں دہشت گردوں کے خلاف فوجی آپریشن سے نقل مکانی کرنے والے افراد کے لئے اپنایا گیا۔اس تجربے کی بدولت سیلاب کے جواب میں نادرا کے اقدامات کو استحکام ملا کیونکہ اس وقت تک ہم لوگ مستحقین کی اہلیت یقینی بنانے کے لئے تصدیق کے سخت انتظامات کو عملی جامہ پہنانے کا طریقہ جان چکے تھے۔

عالمی بینک اور ترقیاتی پارٹنرز کی مدد سے 2.84 ملین گھرانوں میں کل 77 ارب روپے تقسیم کئے گئے جو اوسطاً 27,000 روپے فی خاندان سے زائد بنتے ہیں۔اہل خاندانوں کو اے ٹی ایم کارڈ دیئے گئے جن میں رقم موجود تھی اور اندراج پر یہ کام کرنا شروع کر دیتے تھے۔ان خاندانوں نے جو رقم خرچ کی اس سے مقامی معیشت کو سہارا ملا۔ یہاں تک کہ ہمسایہ اضلاع کو بھی فائدہ پہنچا جو براہ راست متاثر نہیں ہوئے تھے۔

یہاں بھی ایک اہم سبق ملا۔مختلف بحرانوں کو دیکھتے ہوئے نادرا کی ٹیکنیکل ٹیم نے آفات سے نمٹنے کے اقدامات کا ایک مضبوط پلیٹ فارم قائم کیا۔اہم بات یہ ہے کہ ان عارضی بحرانوں کے پیش نظر نادرا نے فوری ریلیف کی فراہمی کے سلسلے میں جو اقدامات کئے ان سے ریاستی استعداد میں اضافہ ہوا۔آفت کے دنوں میں کسی بھی ادارے کو جو تجربات حاصل ہوتے ہیں، وہ مستقبل میں فراہمی خدمات کے لئے ایک ناگریز بنیاد کا کام دیتے ہیں۔

بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام-ایک متعلقہ مثال

بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام (بی آئی ایس پی) شاید اس کی موزوں ترین مثال ہے۔عارضی نقل مکانی کرنے والے افراد کے بحران اور سیلاب کے سالوں کے دوران حکومت جن کڑے تجربات سے گزری ان کے بغیر بی آئی ایس پی کی کامیابی ممکن نہ ہوتی۔ان بحرانوں سے نمٹنے کے لئے جو پلیٹ فارم بنائے گئے، انہوں نے آگے چل کر غریب طبقے کو سماجی تحفظ دینے کی سرگرمیوں کو آگے بڑھانے کے لئے اہم ترین معلوماتی مواد فراہم کیا۔نقاد جہاں بی آئی ایس پی کے بعض پہلوؤں میں نقائص نکال لیتے ہیں وہیں اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کہ یہ سماجی تحفظ کی پہلی شاندار سکیم ہے جو متعلقہ طبقے کی ضروریات شواہد کی بنیاد پر پورا کرتی ہے۔ یہ آپ کو ایک بنیادی پلیٹ فارم مہیا کرتی ہے جس کے ذریعے مستقبل میں سماجی تحفظ کے تمام پروگراموں کو آگے بڑھایا جا سکتا ہے۔ یہاں تک کہ احساس پروگرام میں بھی بی آئی ایس پی کے پلیٹ فارم کو ہی آگے بڑھایا گیا ہے۔

کووڈ-19اور سماجی تحفظ

بی آئی ایس پی اور اس کے ذریعے آگے بڑھنے والی حالیہ سرگرمیاں جہاں انتہائی غریب طبقات تک پہنچنے میں کسی حد تک کامیاب رہی ہیں، وہیں کووڈ-19 کی شکل میں پیدا ہونے والے صحت کے حالیہ بحران نے ہمارے لئے اپنے سماجی تحفظ کے نظام کے درجات بلند کرنے اور اسے ان لوگوں تک پہنچانے کا گرانقدر موقع پیدا کر دیا ہے جو خطرات کے دہانے پر کھڑے ہیں۔ یہ انتہائی غریب لوگ نہیں ہیں بلکہ دیہی اور شہری علاقوں کے وہ لوگ ہیں جنہیں آمدنی اور صحت کے بحرانوں میں سب سے زیادہ خطرہ ہوتا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو روکھی سوکھی پر گزر بسر کرتے ہیں اور کبھی غربت کا شکار ہو جاتے ہیں اور کبھی اس سے نکل آتے ہیں۔

پاکستان میں سب سے زیادہ خطرہ روزانہ اجرت پر کام کرنے والے مزدوروں کو رہ جاتا ہے جو افرادی قوت کا 74 فیصد ہیں اور جو کسی باضابطہ معاہدے کے بغیر ہی کام کر رہے ہیں۔ یہ لوگ نہ صرف آفات کے دوران بلکہ بھلے وقتوں میں بھی نظروں سے اوجھل رہ جاتے ہیں۔ڈاکٹر عدنان حیدر کے مطابق روزانہ اجرت پر کام کرنے والے 19.2 فیصد افراد صرف روزانہ اجرت پر ہی کام کر رہے ہیں، 27.1 فیصد کسی باضابطہ معاہدے کے بغیر کام کر رہے ہیں اور 31.4 فیصد وہ ہیں جو کسی معاہدے کے بغیر سڑکوں پر کام کر رہے ہیں۔حالات بہترین ہوں تو بھی یہ لوگ خطرے سے دوچار ہوتے ہیں۔اشیائے خورد و نوش کی قیمتیں بڑھ جائیں یا معاشی مندا آجائے یا پھر انفرادی سطح پر اچانک صحت کے کوئی اخراجات آجائیں تو سارا نزلہ انہی لوگوں پر گرتا ہے۔ مختلف سروے سے پتہ چلتا ہے کہ اس طبقے کو صحت سے متعلق ہنگامی حالات پر غیر متناسب رقوم خرچ کرنا پڑتی ہیں جو ان کے پاس پہلے سے موجود نہیں ہوتیں۔

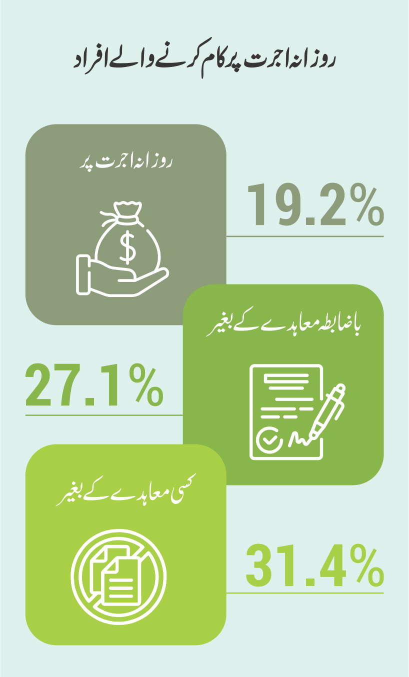

حالیہ لاک ڈاؤن میں اس کمزور طبقے پر توجہ دینے سے بحرانوں کے مقابلے کی صلاحیت کی حامل سماجی تحفظ کی ایسی سکیمیں تشکیل دینے کی راہ بھی ہموار ہو سکتی ہے جن سے ان کے حالات میں بہتری آئے اور وہ آمدنی اور صحت سے متعلق معمول کے بحرانوں سے نمٹ سکیں۔اس کام کے لئے مختلف حکومتی اداروں کے پاس تکنیکی وسائل موجود ہیں۔ بی آئی ایس پی کا اپ ڈیٹ شدہ سروے اس طبقے کی نشاندہی کے لئے ایک عمدہ نقطہ آغاز ثابت ہو سکتا ہے۔ 100 سوالات پر مشتمل ایک ملک گیر سروے کی بنیاد پر خط غربت سے نیچے زندگی بسر کرنے والوں کو آمدنی کی شکل میں امداد پہلے ہی فراہم کی جا رہی ہے۔ بی آئی ایس پی کے اہل مستحقین کا تعین 'پراکسی مینز ٹیسٹنگ' (Proxy Means Testing) کے طریقے سے کیا جاتا ہے۔جن گھرانوں کا سکور 16 اور اس سے کم ہو، انہیں بی آئی ایس پی یا احساس کیش کے لئے اہل تصور کیا جاتا ہے۔اسی پلیٹ فارم کو استعمال کرتے ہوئے روزانہ اجرت پر کام کرنے والوں کے سماجی تحفظ کی ایک سکیم تشکیل دی جا سکتی ہے۔ نادرا کے پاس موجود شہریوں کے ڈیٹابیس کی روشنی میں اس کا تجزیہ کر کے اس ڈیٹا کو مزید بہتر بنایا جا سکتا ہے۔نادرا کے ڈیٹابیس میں ایک

"آفت کے دنوں میں کسی بھی ادارے کو جو تجربات حاصل ہوتے ہیں، وہ مستقبل میں فراہمی خدمات کے لئے ایک ناگریز بنیاد کا کام دیتے ہیں۔"

> ڈیجیٹل انقلاب کی کنجی ایک ضم شدہ، مربوط ڈیٹابیس ہے۔

فیلڈ دی گئی ہے جس میں شناختی کارڈ کا حامل فرد اپنے پیشے کے بارے میں بتاتا ہے جسے استعمال کرتے ہوئے روزانہ اجرت والے طبقے کے بارے میں بہترین تخمینے تیار کئے جاسکتے ہیں۔ باقاعدہ کیٹیگری طے کرنے کے لئے ادارہ شماریات پاکستان اور اسٹیٹ بینک آف پاکستان کے ڈیٹابیس سے بھی استفادہ کیا جاسکتا ہے۔ پاکستان نہ صرف روزانہ اجرت والوں کے لئے بلکہ ایسے دیگر طبقات کے لئے بھی سماجی تحفظ کے پروگرام شروع کرسکتا ہے جو آمدنی کے بحرانوں کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔ اس کے لئے ایک مربوط سوچ اور باقاعدہ ڈھانچے پر مبنی اصلاحات کی ضرورت ہے۔

وسائل کا انضمام، کلیدی حیثیت کا حامل

تاریخی طور پر پاکستان میں سماجی تحفظ کی حکمت عملی ٹکڑوں میں بٹی رہی ہے۔ سوشل سیفٹی نیٹ کے دوسو کے لگ بھگ پروگرام کام کررہے ہیں جو احساس، بی آئی ایس پی، زکوٰۃ، بیت المال، ڈویژن آف پاورٹی ایلویئشن اور سوشل سیفٹی نیٹ جیسے متعدد اداروں کی نگرانی میں کام کررہے ہیں۔ مستحقین تک پہنچنے کے لئے کوئی ایک مشترکہ پلیٹ فارم نہیں ہے جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ بعض طبقات کو ایک سے زیادہ جگہوں سے امداد مل رہی ہوتی ہے اور کئی دیگر طبقات کی کوریج محدود رہ جاتی ہے۔ اچھی بات یہ ہے کہ اس چیلنج پر قابو پانے کے لئے کوششیں جاری ہیں۔ یادش بخیر، ان میں سے کئی پروگرام دس سال سے بھی زائد عرصے سے کام کررہے ہیں اور ان میں ربط اور اتصال پیدا کرنے کے لئے اس بات کا ازسرنو جائزہ لینا ہوگا کہ یہ اپنے متعلقہ طبقات تک کس طرح پہنچتے ہیں۔ لہٰذا، ان پروگراموں کی ازسر ڈھانچہ بندی دیرآید درست آید والی بات ہوگی۔ اس سے کوریج کے اعتبار سے سوشل سیفٹی نیٹ میں وسعت پیدا ہوگی اور سرگرمیوں کے اخراجات بھی کم ہوجائیں گے۔

مربوط نظام پر مبنی ڈیٹابیس ان پروگراموں کے لئے اشد ضروری ہے۔ سماجی تحفظ یا سوشل سیفٹی نیٹ پروگراموں سے متعلق اداروں کے درمیان ڈیٹا کے باہمی تبادلے سے باقاعدہ ہدف پر مبنی حکمت عملی مرتب کرنے میں مدد ملے گی جس کی بدولت ان پروگراموں کی افادیت مزید بڑھ جائے گی۔ ایک دفعہ یہ ڈیٹابیس بن جائے تو مستقبل میں اسے فنی تربیت، بیمہ صحت اور اس طرح کی کئی مختلف سکیمیں شروع کرنے کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ قصہ مختصر، کووڈ-19 نے جہاں اس حقیقت کو بے نقاب کردیا کہ ہم صحت کی کسی آفت سے نمٹنے کو تیار نہ تھے، وہیں اس نے ایک شاندار موقع ہمارے سامنے لا کھڑا کردیا کہ ہم معاشرے کے انتہائی کمزور اور خطرات سے دوچار طبقات کو سماجی خدمات کی فراہمی کے لئے جدید ترین تقاضوں سے ہم آہنگ ایک پلیٹ فارم تیار کرسکیں۔ اس سے نہ صرف پاکستان بحرانوں کے مقابلے کی بہتر صلاحیت کا حامل بن جائے گا بلکہ یہ ریاست اور شہریوں کے درمیان تیزی سے زبوں حالی کا شکار سماجی معاہدے کے استحکام کی جانب بھی ایک بڑا اقدم ثابت ہوگا۔

© UNDP Pakistan

سماجی تحفظ، بدلتے حالات کے مطابق

”بحران کے دنوں میں پاکستان کے جوابی اقدامات نے ثابت کر دیا کہ متوسط آمدنی والے ممالک اپنی استعداد کے اندر رہتے ہوئے انتہائی کمزور طبقات کو سماجی تحفظ کی سہولتیں فراہم کر سکتے ہیں۔“

صفیہ آفتاب

ایگز یکٹو ڈائر یکٹر
ورسو کنسلٹنگ

”سماجی تحفظ کی خدمات وسہولیات اپنی جگہ موجود ہوں تو بحران کے دنوں میں وہ انتہائی مفید ثابت ہوتی ہیں۔“

حکومت کا کردار

سال 2020 سے دنیا نے بہت سے سبق حاصل کئے جن میں سے ایک یہ بھی تھا کہ جدید زندگی میں بھی حکومت کا کردار ابھی باقی ہے۔ جن ممالک میں سرکاری فنڈز پر چلنے والے نظام صحت کو ترجیحی حیثیت حاصل نہ تھی انہیں گزشتہ سال کے دوران بے پناہ مشکلات اٹھانا پڑیں۔ دوسری جانب چین جیسے ممالک جہاں 2020 کی پہلی سہ ماہی کے دوران لگائے گئے ہولناک لاک ڈاؤن پر کڑی تنقید بھی ہوئی، دوسروں کی نسبت زیادہ متاثر نہیں ہوئے حالانکہ کرونا وائرس کی وباء کے شروع میں یہی ملک اس کا مرکز تھا۔

گزشتہ سال کے اس بحران میں ایک اہم شعبہ لوگوں کے لئے فوری تسکین کا باعث بنا اور وہ تھا سماجی تحفظ۔ جیسے جیسے وائرس کی یلغار بڑھی اور معیشتیں اس کی زد میں آئیں، اور روزمرہ کا میل جول خطرات کا باعث بنا، دنیا بھر میں لاتعداد افراد کو ملازمتوں سے محرومی، کام کرنے کے اوقات میں کمی، اور کاروبار میں نقصانات کا سامنا کرنا پڑا اور معاشی گنجائش یا آمدنی بالعموم کم ہوتی چلی گئی۔

وباء کے دوران سماجی تحفظ

وباء کے ابتدائی دنوں میں ہی پاکستان نے بھی جوابی اقدامات کئے اور معاشرے کے انتہائی کمزور طبقات کے لئے سماجی تحفظ کی سرگرمیاں تیز کردی گئیں۔ وفاقی حکومت نے 25 مارچ 2020 کو 1.25 ٹریلین روپے مالیت کے ریلیف پیکج کا اعلان کیا جس میں روزانہ اجرت پر کام کرنے والے مزدوروں کے لئے فوڈ پیکج اور بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام (بی آئی ایس پی) سے مستفید ہونے والی خواتین کے لئے یکمشت نقد امداد بھی شامل تھی۔ چھوٹے اور درمیانے کاروباری اداروں (ایس ایم ایز) کے لئے قرض ادائیگیوں کو موخر کیا گیا، برآمد کنندگان کے لئے ٹیکس ریلیف کے اقدامات کئے گئے اور محدود استعمال والے صارفین کے یوٹیلٹی بلوں پر قلیل مدتی ریلیف دی گئی۔

پاکستان میں حکومت کی جانب سے پیش کیا جانے والا یہ سب سے بڑا ریلیف پیکج تھا لیکن اس کے تحت جو ادائیگیاں کی گئیں ان میں صرف دو ماہ کی بنیادی ضروریات (اشیائے خوردونوش اور بنیادی اشیائ) کا حساب رکھا گیا۔ بہرحال محدود وسائل کو دیکھتے ہوئے یہی طے کرنا تھا کہ چند گھرانوں کو زیادہ معقول امداد دے دی جائے یا پھر جتنے زیادہ لوگ کوریج میں آسکتے ہیں، آجائیں۔ حکومت نے یہ کیا کہ بی آئی ایس پی سے مستفید ہونے والے افراد کی تعداد تین گنا کردی۔ غربت پر کووڈ کے اثرات کے پیش نظر یہ پالیسی معقول لگتی تھی۔ حکومت زیادہ ریلیف نہیں دے سکتی تھی، اسی بناء پر اس نے لاک ڈاؤن کو محدود رکھنے کی پالیسی اپنائی اور یہ مارچ سے مئی 2020 تک صرف دو ماہ کے لئے جاری رہا (اس دوران بھی زیادہ تر علاقوں میں بہت زیادہ سختی نہ تھی)۔ اس کے بعد مسلسل لوگوں کی حوصلہ افزائی کی جارہی ہے کہ وہ 'سٹینڈرڈ آپریٹنگ پروسیجرز' یعنی ایس او پیز پر عمل کریں اور جن علاقوں میں وباء کے اثرات سامنے آتے ہیں وہاں ''سمارٹ لاک ڈاؤن'' لگادیا جاتا ہے۔

کووڈ پر حکومت نے جو پالیسی اپنائی، اس کی خوبیوں یا خامیوں سے قطع نظر گزشتہ چند ماہ کے حالات سے یہ پتہ چل گیا ہے کہ سماجی تحفظ کی خدمات وسہولیات اپنی جگہ موجود ہوں تو بحران کے دنوں میں وہ انتہائی مفید ثابت ہوتی ہیں۔ پاکستان میں سماجی تحفظ کا شعبہ بڑا محدود سا ہے جو بڑی حد تک محض سماجی بیمہ جیسے اقدامات پر ہی مشتمل ہے (رسمی کاروباری شعبے اور سرکاری اداروں کے کارکنوں کی تنخواہوں سے پراویڈنٹ فنڈ وغیرہ جیسی ماہانہ کٹوتیاں کی جاتی ہیں اور حکومت اس کے ہم پلہ گرانٹ دیتی ہے)۔ اس کے علاوہ غریب ترین افراد کو زکوٰۃ اور بیت المال جیسے اداروں کے ذریعے محدود امداد ملتی ہے جو زیادہ تر